وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتب فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ایڈیٹر محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دار الامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ١٣٥٨ھ اپریل سنہ ١٩٣٩ء

قادیان دارالامان

خوشنویس سید محمد باقر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرض حال

(طبع اول)

سیرۃ المہدی کا حصہ اول ہدیۂ ناظرین کرتے ہُوئے مُجھے صرف یہ عرض کرنا ہی کہ جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سی ظاہر ہو جائیگا۔ میں نے روایات کو کسی خاص ترتیب سے درج نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح وہ مجھ تک پہنچتی رہیں۔ اسی طرح میں اُن کو لکھتا گیا۔ کیونکہ میرے نزدیک اسوقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جتنی بھی روایتیں جمع ہو سکیں ان کو ایک جگہ جمع کر کے محفوظ کر لیا جاوے۔ ترتیب اور استنباط و استدلال کا کام بعد میں ہوتا رہیگا۔ کیونکہ وُہ ہر وقت ہو سکتا ہے۔ مگر جمع روایات کا کام اگر اب نہ ہوُا۔ تو پھر نہ ہو سکیگا۔ اسی وجہ سے مَیں نے اس بات کو بھی مدِ نظر رکھا ہے۔ کہ ایسے احباب سے روایات پہلے جمع کر لی جاویں۔ جنہوں نے ابتدائی زمانہ میں حضرت صاحب کی صحبت اُٹھائی ہے اور سلسلۂ بیعت سے پہلے کے تعلقات رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ اس مجموعہ میں حضرت والدہ صاحبہ اور مکرمی میاں عبداللہ صاحب سنوری کی روایات میں نے خاص طور پر لی ہیں۔

شروع کتاب میں مَیں نے یہ لکھا ہی کہ مَیں نے صرف ان روایات کو لیا ہی۔ جن کو اپنے علم کے مطابق صحیح پایا ہی اس سی یہ مُراد نہیں کہ مَیں ان روایات کی تفصیل کیمتعلق بھی صحت کا یقین رکھتا ہوں۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ ہمارے ملک میں جو روایت کا طریق ہے اور جو روایات کے متعلق لوگوں کے حافظہ کی حالت ہے۔ وُہ مجھے ایسا خیال کرنے سے مانع ہے ہاں اس مجموعہ میں جن راویوں سے

میں نے اخذ روایت کیا ہے۔ اُن میں سے دو یعنی مکرمی مولوی شیر علی صاحب اور مکرمی میاں عبد اللہ صاحب سنوری کو مَیں نے طریق روایت میں خاص طور پر محتاط پایا ہے۔

ہر روایت کے شروع میں مَیں نے اس طریق کا ذکر کر دیا ہے جس میں کہ وہ روایت مجھ تک پہنچی ہے۔ یعنی اگر راوی نے صرف مجھ ہی کو مخاطب کر کے کوئی روایت بیان کی ہے۔ تو مَیں نے "بیان کیا مجھ سے" یا اسی قسم کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور اگر میرے ساتھ اور بعض لوگ بھی راوی کے مخاطب تھے۔ تو "مجھ سے" کی بجائے "ہم سے" کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور اگر راوی نے کسی لیکچر یا عام پبلک گفتگو میں کوئی بات بیان کی ہے۔ تو اُس کو مَیں نے صرف "بیان کیا" کے الفاظ سے شروع کیا ہے۔ وقس علیٰ ذٰلک۔

بعض باتیں خاص طور پر غور کرنیوالے ہی سمجھینگے۔ مثلاً میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے اپنی روایات میں کئی جگہ "کراہت" کا لفظ "ناپسند" کرنیکے معنوں میں بلالحاظ فرق معانی استعمال کیا ہے۔ حالانکہ "کراہت" کا لفظ عام محاورہ اُردو میں "ناپسند" کے لفظ سے زیادہ سخت سمجھا جاتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ باوجود خاص طور پر محتاط ہونیکے اُن کا یہ ذاتی محاورہ بعض روایات میں حضرت مسیح موعودؑ کیطرف منسوب ہو گیا ہے اس بات کا ذکر مَیں نے میاں عبد اللہ صاحب سے نہیں کیا ممکن ہے وہ اسکی کوئی بہتر توجیہ کر سکیں۔ واللہ اعلم۔ یہ بات صرف مثال کے طور پر عرض کیگئی ہے ورنہ اہلِ ذوق بوقت مطالعہ اس قسم کی بہت سی باتوں سے علمی لُطف اٹھا سکتے ہیں۔

جمع روایات میں مَیں نے یہ طریق بھی زیر عمل رکھا ہے۔ کہ عموماً کسی روایت کو بغیر جرح یا سوالات کے یُونہی نہیں لے لیا۔ اور راوی پر حتی الوسع سوالات بھی ایسے کئے ہیں جن سے خواہ وہ سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو میرا مقصود یہ رہا ہے کہ روایت کے سب پہلو واضح ہو جاویں۔ تا کہ اول تو اگر کوئی کمزوری ہے تو وہ ظاہر ہو جاوے اور دوسرے روایت کے معنے سمجھنے میں کوئی اشکال نہ رہے اور مَیں نے جو بعض جگہ روایات کے اختتام پر

اپنی طرف سے مختصر نوٹ دیئے ہیں۔ وہ عموماً اپنے انہی سوالات کے جوابات کی روشنی میں دیئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مجموعہ کے جمع کرنے میں میرے سب کاموں سے یہ کام زیادہ مشکل تھا۔ بعض روایات یقیناً ایسی ہیں کہ اگر انکو بغیر نوٹ کے چھوڑا جاتا تو انکے اصل مفہوم کے متعلق غلط فہمی پیدا ہونیکا احتمال تھا۔ مگر ایسے نوٹوں کی ذمہ داری کلیۃً خاکسار پر ہے۔

بعض باتیں اس مجموعہ میں ایسی نظر آئیں گی جن کو بظاہر حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت یا سوانح سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جس وقت استنباط و استدلال کا وقت آئیگا (خواہ میرے لئے یا کسی اور کے لئے) اسوقت غالباً وہ اپنی ضرورت خود منوا لینگی۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ سیرۃ المہدیؑ کتنے حصوں پر اور کب ختم ہوگی یہ موقوف ہے توفیق باری تعالیٰ پر۔ میری صحت و عافیت پر۔ دوسرے مشاغل سے میری فرصت پر اور پھر رواۃِ سلسلہ کی توجہ اور معاونت پر۔ ارادہ ہے کہ اگر اللہ کو منظور ہو تو ہر سال سالانہ جلسہ پر ایک حصہ شائع ہوتا رہے ——— حصہ اول کے متعلق مجھے علاوہ اپنے راویوں کے جو حقیقی طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ مکرمی مولوی شیر علی صاحب بی۔اے کا خاص شکریہ ادا کرنا ہے کیونکہ انہوں نے اس مجموعہ کی روایات کی جرح و تعدیل میں اور کاپیوں کی صحت میں مجھے خاص امداد دی ہے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل اور مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کی (اب بوقت ایڈیشن ثانی مولوی صاحب کا نام عبدالرحیم درد ہو چکا ہے) اخلاقی امداد ہر وقت میرے ساتھ رہی ہے اور یہ زیادہ تر انہی دوستوں کی تحریک و ترغیب کا نتیجہ ہے۔ کہ میں اس کام کو کم و بیش استقلال کیساتھ جاری رکھ سکا ہوں منشی فخرالدین صاحب ملتانی بھی جنہوں نے اس کتاب کی طبع اور اشاعت کا انتظام کیا ہے شکریہ کے حقدار ہیں ——— اپنے متعلق مجھے صرف اسقدر عرض کرنا ہے کہ اگر ناظرین میں سے کسی صاحب کو یہ کتاب کسی طرح کوئی فائدہ دے۔ تو اسکے مرتب کی نجات و فلاح کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ میری کوشش کا یہی بہترین معاوضہ ہے فقط۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد۔ قادیان ضلع گورداسپور

۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئٍ ما نوی (رواہ البخاری)

۴۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں جو غلطیاں رہ گئی تھیں یا جہاں جہاں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان تھا ان کی اصلاح حصہ دوم میں نیز حصہ اوّل کے طبع دوم میں کر دی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد بعض مزید ایسی باتیں معلوم ہوئی ہیں جو قابل اصلاح یا قابل تشریح ہیں۔ علاوہ ازیں حصہ دوم میں بھی بعض غلطیاں رہ گئی تھیں۔ سو اس جگہ حصہ اوّل و حصہ دوم دونوں کی باقیماندہ غلطیوں کی اصلاح یا قابل تشریح باتوں کی تشریح درج کی جاتی ہے۔ اسکے بعد اگر کوئی مزید غلطی معلوم ہوئی تو اس کی آئندہ اصلاح کر دی جائیگی:۔

(۱) روایت ۱۹ کی بناء پر جو اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہسٹریا یا مراق کے بارے میں مخالفین کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس کا اصولی جواب طبع دوم کی اسی روایت یعنی روایت نمبر ۱۹ میں دیا جا چکا ہے مزید بصیرت کے لئے روایات نمبر ۸۱ و ۲۹۳ و ۳۶۵ و ۳۶۹ اور ۴۵۹ بھی ملاحظہ کی جائیں جن سے اس سوال پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

(۲) روایت نمبر ۲۲ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی نوٹ بک کے متعلق جو یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ "اب وہ نوٹ بک کہاں ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا تمہارے بھائی کے پاس ہے" اس میں بھائی سے مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ ہیں۔

(۳) روایت نمبر ۳۲، ۲۶۴ و ۱۲۷ حصہ اوّل طبع دوم میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی ہمشیرہ مراد بی بی صاحبہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بڑے بھائی مرزا محمد بیگ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ مگر یہ کہ وہ جلد فوت ہو گیا۔ اس بارہ میں والدہ صاحبہ عزیزم مرزا رشید احمد صاحب نے جو ہماری بھاوجہ ہیں مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہماری پھوپھی مراد بی بی کی شادی مرزا محمد بیگ کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ مرزا احمد بیگ کے بڑے بھائی مرزا غلام غوث کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرزا محمد بیگ مرزا احمد بیگ سے چھوٹا تھا۔ اور بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

جنازہ میں سارے دوستوں کے لئے جنازہ کی دُعا مانگ لی ہے اور اپنی طرف سے سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے

۴۹۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ پیر منظور محمد صاحب ان سے بیان کرتے تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بڑے زلزلہ کے بعد باغ میں مقیم تھے۔ تو ایک دن آپ کو ایک الہام ہُوا تھا۔ کہ "تین بڑے آدمیوں میں سے ایک کی موت"۔ یہ الہام کہیں چھپا نہیں پھر اس کے بعد ہی کچھ دن میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیمار ہو گئے۔ اور چند روز میں فوت ہو گئے۔

۴۹۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہُوئے تھے۔ اور قرآن مجید کا تذکرہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک بزرگ نے اپنی تمام جائیداد للہ تقسیم کر دی۔ اس پر کسی نے اس بزرگ سے کہا۔ کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر آپ اپنے بیٹے کے لئے بھی کچھ رکھ لیتے۔ تو اس بزرگ نے جواب دیا۔ کہ مَیں اپنے بیٹے کے لئے سورۃ واقعہ چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف میں فضائل قرآن میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص ہر روز سورۃ واقعہ ورد کے طور پر پڑھتا ہے۔ اس کو اللہ تعالےٰ فاقہ سے بچاتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ ایک خاص قسم کی حالت سے متعلق ہو گی ورنہ عام حالات میں اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ ورثا کا حق مقدم ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاص بیمار ہُوئے۔ تو انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہا۔ مگر آنحضرت صلعم نے انہیں یہ کہکر روک دیا۔ کہ ورثاء کو بے سہارا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

۴۹۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ غالبًا دوسرا یا تیسرا اسلانہ جلسہ تھا۔ کہ حضور ایک دن عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ اور آتے ہی فرمایا کہ مولوی صاحب (مراد غالبًا حضرت خلیفہ اوّلؓ ہیں۔ خاکسار مؤلف) میرے دل میں یہ آیات گذری ہیں۔ کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ اور یمنعون الماعون۔ پھر حضور نے ان آیات کی اس قدر تشریح فرمائی۔ کہ حاضرین نے متأثر ہو کر چیخیں مارنی شروع کر دیں۔ بعد ازاں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے سورۃ مریم کی قرأت سے نماز شروع کی۔ اور بحالت نماز بھی ویسا ہی رونے اور چیخنے کا شور پڑا ہُوا تھا۔ جو بعد میں کم نظر آیا ہے۔ دوسرے روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر میں فرمایا

مسجد میں تشریف لے آئے۔ اور فرمایا۔ کہ میں نے دودھ کا گلاس منہ کے قریب کیا ہی تھا۔ کہ اذان کی آواز آئی۔ اس لئے وہ گلاس مَیں نے وہیں رکھدیا کسی شخص نے عرض کی۔ کہ حضور ابھی تو کھانے پینے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا دل نہیں چاہتا کہ بعد اذان کچھ کھایا جائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت اگر درست ہے۔ تو حضور نے اس وقت اپنی ذات کے لئے احتیاطاً برتی ہوگی۔ ورنہ حضور کا طریق یہی تھا۔ کہ وقت کی شمار اذان سے نہیں بلکہ سحری کے نمودار ہونے سے فرماتے تھے۔ اور اس میں بھی اس پہلو کو غلبہ دیتے تھے۔ کہ فجر واضح طور پر ظاہر ہو جاوے۔ جیسا کہ قرآنی آیت کا منشاء ہے۔ مگر بزرگوں کا قول ہے کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۵۰۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک نوجوان عرب جو حافظ قرآن اور عالم تھا۔ آکر رہا۔ اور آپ کی تائید میں اس نے ایک عربی رسالہ بھی تصنیف کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی شادی کا فکر کیا۔ میرے گھر کے ایک حصہ میں میرے استاد حافظ محمد جمیل صاحب مرحوم رہا کرتے تھے۔ ان کی بیوی کی ایک ہمشیرہ نوجوان تھی۔ حضرت صاحب نے ان کو رشتہ کے لئے فرمایا۔ انہوں نے جواباً عرض کیا۔ کہ لڑکی کے والد سے دریافت کرنا ضروری ہے۔ لیکن مَیں حضور کی تائید کروں گا۔ اتنے میں خاکسار حسب عادت قادیان گیا۔ جب مَیں نے مسجد مبارک میں قدم رکھا۔ تو اس وقت حضرت صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور وُہ عرب صاحب موجود تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ "ھٰذا دجل حافظ نور محمد" اور حضور نے فرمایا۔ کہ میاں نور محمد آپ عرب صاحب کو ہمراہ لے جائیں اور وہ لڑکی دکھلادیں۔ بعد نماز ظہر مَیں عرب صاحب کو ساتھ لے کر فیض اللہ چک کو روانہ ہُوا۔ آپ کے ارشاد کے ماتحت کارروائی کی گئی۔ مگر انہوں نے پسند نہ کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی شادی مالیر کوٹلہ میں کرادی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ایک عرب صاحب جو آخری زمانہ میں قادیان آکر رہے تھے۔ ان کا نام عبدالحی تھا۔ اور حضرت صاحب نے ان کی شادی ریاست پٹیالہ میں کرادی تھی۔ سو اگر اس روایت میں انہی کا ذکر ہے۔ تو مالیر کوٹلہ کے متعلق حافظ نور محمد صاحب کو سہو ہُوا ہے۔ یا شاید یہ عرب صاحب اور ہوں گے۔

۵۰۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جس سال حضور نے

سمجھکر ہلا کر جیسا کہ لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہُوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہُوا کہ آپ نے اُسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ دلداری کے حضرت صاحب کا منشا یہ ہوگا۔ کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبدالعزیز صاحب حضرت صاحب کے پُرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پٹوار کے کام سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے مکرم مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور نے لکھکر دی ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔

۵۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک شخص مسمی ساون ساکن سیکھواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماء کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو آنکھیں دکھائیں تو انہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے پانی آکر بینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہُوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزانہ شفا کے نمونے آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

۵۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "زدجام عشق" کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہُوا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک بےاولاد

ان کا مال مدفون تھا۔

فرماتے تھے۔ کہ خدا نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ کان ابوھما صالحًا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکے خود اچھے نہ تھے۔ بلکہ صرف ان کے باپ کے نیک ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ان کا لحاظ تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے سات پشت والی بات حضرت خلیفہ اوّلؓ کے واسطہ سے سُنی ہوئی ہے مگر اس میں بھو کا مرنے کی بجائے سوال کرنے کے الفاظ تھے۔ یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ ایک نیک آدمی کی اولاد کو خدا تعالےٰ سات پشت تک سوال کرنے سے بچاتا ہے یعنی نہ تو ان کا فقر اس حالت کو پہونچتا ہے اور نہ ہی ان کی غیرت اس حد تک گرتی ہے کہ وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائیں۔

۵۷۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ساکن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ ذکر کیا۔ کہ جب مَیں شروع شروع میں احمدی ہوا۔ تو قصبہ شوپیاں علاقہ کشمیر کے بعض لوگوں نے مجھ سے کہا۔ کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلمك اللہ یا رسول اللہ" کے پڑھنے کے متعلق استفسار کروں۔ یعنی آیا یہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سو مَیں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اس بارہ میں خط لکھا۔ حضور نے جواب تحریر فرمایا۔ کہ یہ پڑھنا جائز ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس استفسار کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلعم وفات پا چکے ہیں تو کیا اس صورت میں بھی آپؐ کو ایک زندہ شخص کی طرح مخاطب کر کے دُعا دینا جائز ہے۔ سو اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آپؐ کی روحانیت زندہ ہے اور آپؐ اپنی امّت کے واسطے سے بھی زندہ ہیں۔ اس لئے آپ کے لئے خطاب کے رنگ میں دعا کرنا جائز ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنے ایک شعر میں آنحضرت صلعم سے مخاطب ہو کر آپ سے مدد اور نصرت بھی چاہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اے سیّد الوریٰ مددے وقتِ نصرت است"

یعنی اے رسول اللہ! آپؐ کی امت پر ایک نازک گھڑی آئی ہوئی ہے۔ میری مدد کو تشریف لائیے۔ کہ نصرت کا وقت ہے۔

۵۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ جب

طور پر کسی وقت تھوڑا سا دودھ پی لیا ہے۔ تو یہ ایسی رضاعت نہیں جو باعث حرمت ہو اور حضور کا میلان تھا کہ نکاح قائم رہ جائے مگر حضرت خلیفہ اول کو فقہی احتیاط کی بناء پر انقباض تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے فسخ کی اجازت دیدی۔

۵۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دوست نے مسجد مبارک میں مغرب کے بعد سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا طعام تمہارے لئے حلال ہے تو عیسائی تو ناپاک چیزیں بھی کھالیتے ہیں۔ پھر ہم ان کا کھانا کس طرح کھا سکتے ہیں۔ فرمایا۔ اہل کتاب سے دراصل اس جگہ قرآن شریف نے یہودی مراد لئے ہیں جن کے پاس شریعت تھی۔ اور جو اس کے حامل اور عامل تھے۔ اور انہی لوگوں کا ذبیحہ اور کھانا جائز ہے۔ کیونکہ وہ بہت شدت سے اپنی شریعت کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔ عیسائیوں نے تو سب باتیں شریعت کی اڑا دیں اور شریعت کو لعنت قرار دیدیا۔ پس یہاں وہ مراد نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر میر صاحب کی اس روایت کے ظاہری اور عام معنی لئے جائیں تو اس میں کسی قدر ندرت ہے جو عام خیال کے خلاف ہے اور میرے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعامل کے بھی خلاف ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے حضرت صاحب کو عیسائیوں کی تیار شدہ چیزوں کے کھانے میں پرہیز نہیں تھا۔ بلکہ ہندوؤں تک کی چیزوں میں پرہیز نہیں تھا۔ البتہ اس روایت کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عیسائیوں نے طریق ذبح کے معاملہ میں شرعی طریق کو چھوڑ دیا ہے اس لئے ان کے اس قسم کے کھانے سے پرہیز چاہیئے۔ مگر باقی چیزوں میں ہرج نہیں۔ ہاں اگر کوئی چیز اپنی ذات میں حرام ہو تو اس کی اور بات ہے۔ ایسی چیز تو عیسائی کیا مسلمان کے ہاتھ سے بھی نہیں کھائی جائیگی۔

۵۹۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا۔ کہ حضور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ طریق حدیثوں سے ثابت ہے۔ اور ضرور کرنا چاہیئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ فاتحہ خلف امام والی بات تو حضرت صاحب سے متواتر ثابت ہے مگر رفع یدین اور آمین بالجہر والی بات کے متعلق میں نہیں سمجھتا کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہو کیونکہ اگر حضور